150813 ـ مہر كى ادائيگى بيوى كے ذمہ والى شادى كا حكم

سوال

ميرے ملك ميں لوگ اپنى بيٹى كے ساتھ رشتہ كرنے والے شخص كو مہر ادا كرتے ہيں، ليكن ميرے ليے مہر ادا كيے بغير اپنى بہن كى شادى كرنا ممكن نہيں، ميں نے پچھلے دو برس سے كوشش كى كہ كوئى ايسا شخص مل جائے جو مہر ليے بغير ميرى بہن سے شادى كرے ليكن كامياب نہيں ہو سكا، كيا مہر مطلب كرنے والے شخص كے ساتھ اپنى بہن كى شادى كرنا حرام نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

الحمدللہ:

مہر كى ادائيگى خاوند پر بيوى كا حق ہے، يہ مہر خاوند اپنى بيوى كو ادا كريگا نہ كہ بيوى اپنے خاوند كو، كتاب و سنت اور اجماع امت ميں اس كے بہت دلائل پائے جاتے ہيں جن ميں سے چند ايك ذيل ميں پيش كيے جاتے ہيں:

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم عورتوں كو ان كےمہر راضى خوشى ادا كرو، اگر وہ عورتيں اپنى مرضى سے مہر كا كچھ حصہ تمہيں ہبہ كر ديں تو پھر تم اسے ہنسى خوشى كھاؤ النساء (4).

امام طبرى رحمہ اللہ اس آيت كى تفسير ميں رقمطراز ہيں:

اللہ سبحانہ و تعالى كے اسے بيان كرنے كا معنى يہ ہے كہ تم عورتوں كو ان كے مہر ادا كرو يہ عطيہ واجب اور فرض اور لازم ہے " انتہى

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (45527) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

خاوند كے ليے يہ شرط لگانا جائز نہيں كہ وہ اپنى بيوى كا مہر بيوى يا اس كے ولى سے حاصل كريگا، بلكہ ايسى شرط لگانا باطل طريقہ سے مال كھانا اور ہڑپ كرنا كہلائيگا.

اور اگر خاوند ايسى كوئى شرط لگائے اور نكاح ہو جائے تو جمہور اہل علم كے ہاں يہ نكاح صحيح ہوگا، اور خاوند

کچھ نہ کچھ مہر ضرور ادا کریگا، چاہے وہ فوری طور پر ادا کرے یا بعد میں، اور اسے مہر نہ دینے کی شرط لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ بعض اہل علم کے ہاں اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوگا، اور اگر نکاح کے وقت خاوند خاموش رہے اور مہر مقرر نہ کرے تو پھر عورت کو مہر مثل ادا کیا جائیگا.

مزید تفصیل کے لیے آپ المحلی ابن حزم (50) اور المغنی ابن قدامۃ (7 / 72) کا مطالعہ کریں.

ذیل میں ہم ایسی شرط لگانے کی حرمت اور شرعی مخالفت ہونے کے متعلق علماء کرام کی کلام نقل کرتے ہیں:

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبۃ میں یحیی بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ:

1 - علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ايك ایسی عورت کے متعلق فتوی دیا جس نے ایسے شخص سے شادی کی جس نے شرط رکھی تھی کہ بیوی مہر ادا کریگی اور علیحدگی اور طلاق کا مسئلہ بھی بیوی کے ہاتھ میں ہوگا، اور جماع و مباشرت بھی بیوی کے ہاتھ ہوگی.

تو علي رضی اللہ تعالی اس شخص سے کہنے لگے: تو نے سنت کی مخالفت کی اور معاملہ کو اس کے سپرد کیا جو اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، آپ کو مہر ادا کرنا ہوگی، اور جماع و علیحدگی اور طلاق تیرے ہاتھ میں ہے کیونکہ سنت یہی ہے.

اور ابن ابی شیبہ نے حسن سے بھی روایت کیا ہے کہ:

" عورتوں کا حق نہیں کہ وہ مردوں کو مہر ادا کرتی پھریں "

دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبۃ (3 / 427).

2 - رابطہ عالم اسلامی کے ادارہ اسلامی فقہ اکیڈمی (15 / 10 / 1425 الموافق 28 / 11 / 2004) لڑکی والوں کا لڑکے کو رقم اور جہیز ادا کرنے کے فیصلہ میں درج ہے:

و حدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ:

و بعد: اسلافی فقہ اکیڈمی نے عبد القادر ہندی کے لیٹر کا ترجمہ دیکھا جس میں ان کا اپنے معاشرہ میں لڑکی والوں کا لڑکے کو شادی کے بدلے رقم ادا کرنے والی رسم جہیز کے خلاف آواز اٹھانے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ انڈین مسلمان نکاح فارم میں مہر لکھوا تو دیتے ہیں لیکن بیوی کو ادا کچھ نہیں کیا جاتا...

اس بارہ میں اکیڈمی کے فیصلہ میں درج ہے:

دوم:

اكيڈمى متنبہ كرتى ہے كہ اگرچہ يہ شادى اس اعتبار سے شرعى شادى كے مخالف ہے، ليكن يہ شادى صحيح ہے اور جمہور علماء كرام كے ہاں اسے معتبر شمار كيا جائيگا، صرف چند ايك علماء كرام نے اس شادى كو مہر نہ دينے كى شرط ہونے كى حالت ميں صحيح تسليم نہيں كيا.

ليكن ايسى شادى سے پيدا ہونے والى اولاد شرعى ہوگى اور وہ اپنے ماں باپ كى طرف منسوب كى جائيگى، علماء كرام كے اجماع كے مطابق يہ نسبت شرعى اور صحيح ہے، حتى كہ ان علماء كے ہاں بھى جو اس نكاح كو صحيح تسليم نہيں بھى كرتے وہ بھى اسے شرعى نسبت تسليم كرتے ہيں، انہوں نے اپنى كتابوں ميں بيان كيا ہے كہ مذكورہ شادى سے پيدا شدہ اولاد كو ان كے ماں باپ كى طرف منسوب كيا جائيگا.

سوم:

اكيڈمى يہ فيصلہ كرتى ہے كہ: يہ بہت برى عادت اور قبيح بدعت كتاب اللہ اور سنت رسول صلى اللہ عليہ وسلم اور علماء كے اجماع كے مخالف ہے، اور اسى طرح سب زمانوں ميں مسلمانوں كے عمل كے بھى خلاف ہے.

كتاب اللہ ميں اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى ادا كرو النساء (4).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد ربانى ہے:

تم پر كوئى گناہ نہيں جب تم انہيں مہر ادا كر كے ان سے نكاح كر لو الممتحنۃ (10).

اور ايك مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

اس ليے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہيں ان كا مقرر كيا ہوا مہر ادا كر دو النساء (24).

اس كے علاوہ اور بہت سارى آيات ہيں، اور احاديث ميں بھى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے فعل اور تقرير سے مہر كى مشروعيت ثابت ہے.

مسند احمد اور ابو داود ميں جابر رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اگر كوئى شخص كسى عورت كو دونوں ہاتھ بھر كر غلہ مہر ميں دے تو وہ عورت اس كے ليے حلال ہوگى.

یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اور رہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فعل تو صحیح مسلم وغیرہ دوسری سنن کی کتابوں میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا "

یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تھا، اور آپ کی تقریر کی دلیل صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث میں پائی جاتی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ ان کے لباس پر زرد رنگ کے نشانات دیکھےتو فرمایا: یہ کیا ؟

توانہوں نے جواب دیا:میں نے ایك عورت سے شادی کی ہے اور اسے کھجور کی ایك گٹھلي جتنا سونا مہر دیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ ومسلم نے فرمایا: اللہ تعالی آپ کو برکت عطا فرمائے "

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ہے کہ آپ نے عبد الرحمن کو مہر دینے پر روکا نہیں، جو کہ مسلمانوں کا اجماع اور الحمد للہ مسلمانوں کا ہر دور میں ہر جگہ اس پر عمل بھی رہا ہے.

اس بنا پر اکیڈمی کا یہ فیصلہ ہے کہ: خاوند اپنی بیوی کو مہر ضرور ادا کریگا چاہے وہ فوری طور پر ادا کرے یا پھر بعد میں، یا کچھ فوری طور پر ادا کر دے اور کچھ بعد میں، لیکن بعد میں حقیقتا ادا کرنا ہوگا یہ نہیں کہ لکھا دے اور ادائیگی کا ارادہ ہی نہ ہو، بلکہ جب آسانی ہو باقی ماننده مہر ادا کرے.

مہر کے بغیر خاوند کا اپنی بیوی سے شادی کرنا حرام ہے اکیڈمی یہ نصحیت کرتی ہے کہ مہر کم رکھنا اور اس میں آسانی پیدا کرنا، اور نکاح میں آسانی کرنا سنت ہے، اس لیے نکاح اور شادی کے اخراجات میں کمی کرتے ہوئے زیادہ اخراجات سے احتراز کیا جائے اور فضول خرچی نہ کی جائے کیونکہ فضول خرچی میں بہت سارے نقصانات ہیں.

چہارم:

اکیڈمی انڈیا وغیرہکے علماء کرام اور ذمہ داران حضرات سے اپیل کرتی ہے وہ اس غلط اور بری عادت کے خلاف جنگ کریں، اور اسے اپنے ملك سے ختم کرنے کی جدوجھد اور کوشش کریں کیونکہ یہ عادت آسمانی شریعت اور عقل سلیم اور نظر مستقیم کی مخالف ہے.

پنجم:

یہ بری عادت شریعت مطہرہ کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی واضح نقصاندہ ہے، اس عادت

کے ہوتے ہوئے تو نوجوان صرف اسی لڑکی سے شادی کریں گے جس کے گھر والے یا پھر لڑکی انہیں مہر ادا کریگی اور صرف مالدار لڑکیوں سے شادی کریں جس کے نتیجہ میں غریب اور مسکین لڑکیاں بغیر شادی کے رہ جائیں گی، جس کے نقصانات کسی پر مخفی نہیں ہیں.

اس طرح تو شادی مالی لالچ اور غرض بن کر رہ جائیگی اور اچھی اور دین والی لڑکی اور لڑکا اختیار کرنے کی بنیاد پر قائم نہیں رہے گی، جیسا کہ آج یورپی ممالك میں دیکھا جا رہا ہے غریب لڑکی اپنی جوانی مال کمانے میں ضائع کر دیتی ہے تا کہ وہ مال جمع کر کے مردوں کو اپنی طرف راغب کر کے شادی کر سکے.

لیکن دین اسلام نے تو عورت کو عزت و تکریم سے نوازا اور اسے گھر میں ٹك کر رہنے کاحکم دیا ہے کہ اس کے سارے اخراجات اور نان و نفقہ خاوند کےذمہ واجب کیا ہے، جو شخص عورت سے شادی کرنے کی رغبت رکھتا ہو وہ عورت کو مہر بھی ادا کریگا اور پھر اس کےسارے اخراجات اور رہائش وغیرہ بھی مہیا کرنے کا پابند ہے.

اس طرح غریب و مسکین لڑکیوں کی شادی کا دروازہ بھی کھل گیا کیونکہ وہ تھوڑا سا مہر بھی قبول کر لیتی ہیں اس طرح فقیر اور غریب مردوں کے لیے بھی شادی میں آسانی ہو جائیگی اور عورت سے شادی کرنے میں کامیابی حاصل کریں گے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق نصیب کرنے والا ہے " انتہی

3 ـ انڈین اسلامی فقہ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر (56) (5 / 13) میں اسی بری عادت کے متعلق درج ذیل بیان آیا ہے:

" علماء ہند اور عرب ممالك کے علماء جو ندوہ کے اجلاس میں شریك ہوئے وہ محسوس کرتے ہیں کہ شادی کے وقت عقد نکاح میں جو مال بیوی یا اس کے اولیاء سے طلب کرتا ہے اور یہاں یہ رواج بن چکا ہے اور خطرناك صورت حال اختیار کر چکا ہے کہ اس وقت نکاح بہت مشکل بن چکا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ نے تو نکاح میں آسانی پیدا کی تھی اور دین اسلام میں سب سے عظیم بابرکت بنایا تھا جسے آج بہت مشکل بنا دیا گیا ہے جسے حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے.

اس طرح بہت ساری بالغ لڑکیاں جہیز نہ ہونے کے سبب شادی کے بغیر جوانی گزار دیتی ہیں، جس کے معاشرے میں بہت برے نتائج پیدا ہو رہے ہیں اور اخلاق بگاڑ پیدا ہو رہا ہے جسے شمار ہی نہیں کیا جا سکتا، ان نتائج کو دیکھتے ہوئے ندوہ درج ذیل فیصلہ کرتا ہے:

اول:

نکاح ایك انسانی ضرورت ہے، اور دین اسلام نے اسے آسان بنایا اور نکاح کرنے کی رغبت دلائی ہے، لیکن بہت سارے

لوگوں نے شریعت اسلامیہ کی مخالفت کرتے ہوئے جہیز اور اسراف و فضول خرچی کے ساتھ نکاح کو مشکل اور زیادہ اخراجات والا بنا کر رکھ دیا ہے جو کہ صریحا احکام اسلامی کی مخالفت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے.

دوم:

اس وقت رائج جہیز قطعی طور پر حرام ہے، اور شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اجازت نہیں.

سوم:

دین اسلام نے نہ تو بیوی اور نہ ہی اس کے اولیاء پر کوئی خرچ اور بوجھ ڈالا ہے کہ شادی کے وقت وہ خاوند کو کچھ ادا کرے، بلکہ بیوی کا مہر اور اس کا نان و نفقہ بھی خاوند کے ذمہ واجب کیا ہے، اس لیے کسی بھی قسم کا بیوی اور اس کے اولیاء پر مالی بوجھ ڈالنا جائز نہیں.

چہارم:

مہر بیوی کا مالی حق ہے، اور خاوند کو جتنی جلد ہو سکے مہر کی ادائیگی کرنی چاہیے.

پنجم:

بیوی کو شادی کے وقت اس کے والدین اور رشتہ دار جو سامان اور اشیاء دیتے ہیں یا خاوند کے رشتہ داروں کی جانب سے اسے جو تحفے تحائف دیے جاتے ہیں وہ خالص بیوی کا مالی حق اور ملکیت ہیں، خاوند یا اس کے گھر والوں کے لیے اسے اپنی ملکیت میں لینا یا واپس لے لینے یا اسے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں، وہ بیوی کی مکمل رضامندی کے بغیر اسے میں کوئی تصرف نہیں کر سکتے " انتہی

آپ اس کی تفصیل درج ذیل لنك میں دیکھ سکتے ہیں:

http://ifa-india.org/arabic/qararat.html

حاصل یہ ہوا کہ: دین اسلام میں حرام ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے مہر کی ادائیگی کا مطالبہ کرے... لیکن اگر آپ کے لیے اس کے بغیر اپنی بہن کی شادی کرنا ممکن نہ ہو تو آپ اس پر مجبور ہیں، ان شاء اللہ اس صورت میں آپ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اچھی اور بہتر طرح دین کی طرف واپس لائے.

واللہ اعلم